عَن أَبِي قَتَادَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:

«إِنِّي لَأَقُومُ فِي الصَّلاَةِ أُرِيدُ أَنْ أُطَوِّلَ فِيهَا، فَأَسْمَعُ بُكَاءَ الصَّبِيِّ، فَأَتَجَوَّزُ فِي صَلاَتِي كَرَاهِيَةَ أَنْ أَشُقَّ عَلَى أُمِّهِ» (صحيح البخاری رقم 707)

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہا: فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے:

بے شک میں نماز میں کھڑا ہوتا ہوں، اور میرا ارادہ ہوتا ہے کہ لمبی نماز پڑھاؤں، پھر مجھے بچے کے رونے کی آواز سنتی ہے، تو میں نماز مختصر کر دیتا ہوں، اس ناپسندیدگی سے کہ میں اس کی ماں کے لیے مشقت پیدا کر دوں۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس پر باقاعدہ باب باندھتے ہیں:

بَابُ مَنْ أَخَفَّ الصَّلاَةَ عِنْدَ بُكَاءِ الصَّبِيِّ

اس بات کا بیان: جو آدمی بچے کے رونے پر نماز مختصر کر لے

نماز سے بڑھ کر ظاہر ہے کوئی چیز اعمال میں اہم نہیں۔ نماز باجماعت، مسجد نبوی کے اندر، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی امامت میں... اتنی بڑی جماعت محض ایک بچے کے رونے کی آواز پر مختصر کر دی جاتی ہے!

دین کی فطرت اور مزاج کو سمجھانے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ایک سادہ اور بے ساختہ بیان ہزار نصوص پر بھاری ہے۔ مسئلہ 'نماز' تک محدود نہیں؛ یہ دراصل اِس "دین" ہی کا ایک تعارف ہے۔ انسان کو سمجھنا، اس کی سرشت سے واقف اور اس کی فطرت سے ہم آہنگ ہونا اِس دین کے ساتھ خاص ہے۔ نفوس کو آسودگی دینا، "خدا سے تعلق" کو کبھی بوجھ نہ بننے

دینا، ''خدا کی پرستش'' کو ہمیشہ ایک خوشگوار عمل ہی بنا کر رکھنا... غرض نرمی، آسانی اور رحمت بذاتِ خود دین ہیں؛ اور دین کی تشریعات میں گوندھ دی گئی اشیاء ہیں۔ لوگوں کی زندگی اجیرن کرنا کبھی ''دین'' نہ ہوگا؛ بلکہ دین کی ایک غلط ترجمانی کہلائے گا۔ دین ہو اور لوگوں کے لیے الجھنیں پیدا کرے!!! تو پھر الجھنیں دور کون کرے گا؟ ''دین'' لوگوں کو مسائل سے نکالنے کا نام ہے نہ کہ مسائل پیدا کر کے دینے کا! ایسی دینداری ''انسان'' سے پہلے خود ''دین'' کے ساتھ زیادتی ہے۔ زندگی کو کسی تنگ یا بند گلی میں دھکیل آنا، انسانی جذبوں کو بے اعتنائی اور سرد مہری سے لینا اور بھاری بھاری مسئلے بتا کر لوگوں کو خدا سے بد ظن کرنا 'دینداری' کی ایک خوفناک تعبیر ہے... گو آج اِسی کا دور دورہ ہے۔

سبحان اللہ! صرف بچے کا خیال رکھنے کی بات نہیں ہوئی... ماںتا کا ذکر ہوا ہے!

ماں جس کا بچہ رو رہا ہے، اور وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھنے کا شرف حاصل کرنے آئی ہوئی ہے، رسول اللہ ﷺ اُس ماں پر نماز کی ساعتیں طویل نہیں ہونے دینا چاہ رہے؛ نماز کو وہیں پر مختصر کر دیتے ہیں!

بخاری شریف میں، اس سے اگلی ہی حدیث کے اندر، یہی بات انس رضی اللہ عنہ کے بیان کے طور پر آئی ہے۔ اس میں؛ ماںتا کا ذکر ایک اور انداز سے ہے:

«مَا صَلَّيْتُ وَرَاءَ إِمَامٍ قَطُّ أَخَفَّ صَلاَةً، وَلاَ أَتَمَّ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِنْ كَانَ لَيَسْمَعُ بُكَاءَ الصَّبِيِّ، فَيُخَفِّفُ مَخَافَةَ أَنْ تُفْتَنَ أُمُّهُ»

میں نے کسی امام کے پیچھے نماز نہیں پڑھی جو نماز کو (بیک وقت) مختصر اور کامل رکھنے میں نبی ﷺ سے بڑھ کر ہو۔ آپ ﷺ تو بچے کا رونا سن کر نماز مختصر کر دیتے تھے، اس اندیشے سے کہ اس کی ماں فتنہ میں مبتلا نہ ہو۔

یعنی ''مشقت'' کی بجائے یہاں ''فتنہ'' کا لفظ آیا، جس میں انسان فہمی اور انسان رحمی کے موضوع پر معانی کا ایک سمندر پنہاں ہے۔ انسانی جذبات اور احساسات کو اِس دین سے بہتر کوئی نہیں سمجھ سکتا!

طیبی رحمۃ اللہ علیہ مشکاۃ المصابیح کی شرح میں کہتے ہیں: فتنہ: یعنی ماں کا دورانِ نماز مبتلائے تشویش

ہونا۔ پریشانی میں پڑنا۔

ابن رجب رحمۃ اللہ علیہ اپنی فتح الباری میں کہتے ہیں: فتنہ یہ ہے کہ ماں کی توجہ نماز سے ہٹ کر کسی اور طرف کو کھنچ جائے۔

بخاری شریف ہی کی اگلی حدیث میں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ رحمت اور شفقت کے کچھ مزید معانی لے کر آتے ہیں:

«إِنِّي لَأَدْخُلُ فِي الصَّلاَةِ وَأَنَا أُرِيدُ إِطَالَتَهَا، فَأَسْمَعُ بُكَاءَ الصَّبِيِّ، فَأَتَجَوَّزُ فِي صَلاَتِي مِمَّا أَعْلَمُ مِنْ شِدَّةِ وَجْدِ أُمِّهِ مِنْ بُكَائِهِ»

میں نماز پڑھانے لگتا ہوں۔ میرا ارادہ لمبی نماز پڑھانے کا ہوتا ہے۔ تب میں بچے کا رونا سن لیتا ہوں تو اپنی نماز مختصر کر لیتا ہوں۔ اس لیے کہ جانتا ہوں بچے کے رونے کے باعث ماں کے دل پر جو گزرتی ہے وہ کیسی شدید ہے!

سبحان اللہ! بچے کے رونے کے باعث ماں کے دل پر جو گزرتی ہے اس کی شدت کو "میں جانتا ہوں"۔ کیسا حساس دل ہے جو شریعت کا تقرر کرتے ہوئے انسانی جذبات سے اس حد تک آگاہ ہے اور ان کو اتنا وزن اور اہمیت دیتا ہے۔ فداہ ابی و امی۔ صلی اللہ علیہ وسلم!!!

ابن رجب رحمۃ اللہ علیہ اپنی شرحِ بخاری میں براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے حدیث لے کر آتے ہیں:

صلى بنا رَسُول الله - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - صلاة الصبح، فقرأ بأقصر سورتين فِي القرآن، فلما فرغ أقبل علينا بوجهه، وَقَالَ: ((إنما عجلت لتفرغ أم الصبي إلى صبيها))

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں صبح کی نماز پڑھائی جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کی دو سب سے مختصر سورتیں پڑھیں۔ فارغ ہوئے تو ہماری طرف رخ پھیرا اور فرمایا: "میں نے جلدی اس لیے کی کہ ماں اپنے بچے کے لیے فراغت پالے"۔

ریاض الصالحین میں نووی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کو جس باب کے تحت لاتے ہیں وہ تو نہایت کمال اور توجہ طلب ہے:

باب تعظيم حُرمات المسلمين وبيان حقوقهم والشفقة عليهم ورحمتهم

مسلمانوں کی حرمتوں کا بیان۔ نیز مسلمانوں کے حقوق، ان پر شفقت اور ان پر رحمت کا بیان

ریاض الصالحین کا یہ پورا باب پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ ان احادیث کو پڑھنے والا، یہاں سے ایک ایسا صاف شفاف، لطیف اور حساس دل لے کر باہر آتا ہے کہ خلقت اس پر رشک ہی کرے۔ ''مسلمان'' پر تو یہ دل سو سو بار فدا ہوتا ہے۔ مسلمان کو اذیت میں ڈالنے کا روادار تو بھلا یہ کیسے ہو گا، مسلمان کو آنے والی اذیت پر تڑپ اٹھتا اور آخری حد تک بے چین ہو جاتا ہے؛ کیونکہ احادیث کی وساطت اِس نے نبی ﷺ کی کچھ صحبت پا رکھی ہے!

ریاض الصالحین کے اِس پورے باب کو ہم کسی اور موقع پر پڑھیں گے۔ یہاں اس کی چند احادیث سے بہرہ یاب ہوتے چلیں گے:

223- وعن أبي موسى، قال: قال رسول اللَّه صَلّى اللهُ عَلَيْهِ وسَلَّم: "مَن مَرَّ فِي شَيْءٍ مِنْ مَسَاجِدِنَا، أَوْ أَسْوَاقِنَا، ومَعَه نَبْلٌ فَلْيُمْسِكْ، أَوْ لِيَقْبِضْ عَلَى نِصالِهَا بِكَفِّهِ أَنْ يُصِيب أَحَداً مِنَ الْمُسْلِمِينَ مِنْهَا بِشَيْءٍ" مُتَّفَقٌ عليه.

ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، کہا: فرمایا رسول اللہ ﷺ نے:

جس شخص کا ہماری مسجدوں اور بازاروں سے گزر ہو، اس حال میں کہ اُس کے ہاتھ میں تیر ہوں، تو اُسے چاہیے وہ ان پر ہاتھ دھر لے، یا یہ کہ تیروں کی انیوں کو اپنی ہتھیلی سے اچھی طرح پکڑ لے، اس اندیشے سے کہ اس کی کوئی چیز مسلمانوں میں سے کسی کو مجروح نہ کر بیٹھے''۔

225- وعن أَبي هُرَيْرَةَ رضي اللَّه عنه قَالَ: قبَّل النَّبِيُّ صَلّى اللهُ عَلَيْهِ وسَلَّم الْحسنَ ابن عَلِيٍّ رضي اللَّه عنهما، وَعِنْدَهُ الأَقْرعُ بْنُ حَابِسٍ، فَقَالَ الأَقْرَعُ: إِنَّ لِي عَشرةً مِنَ الْولَدِ مَا قَبَّلتُ مِنْهُمْ أَحداً فنَظَر إِلَيْهِ رسولُ اللَّه صَلّى اللهُ عَلَيْهِ وسَلَّم فقَالَ: "مَن لا يَرْحمْ لاَ يُرْحَمْ" متفقٌ عَلَيهِ.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، کہا: رسول اللہ ﷺ نے حسن بن علی رضی اللہ عنہما کا بوسہ لیا، جبکہ آپؐ کی مجلس میں اقرع بن حابس بھی تھا۔ اقرع بولا: میرے دس بچے

ہیں، میں نے ان میں سے کسی ایک کا بھی کبھی بوسہ نہیں لیا۔ تب رسول اللہ ﷺ نے اس کی طرف دیکھا اور فرمایا: جو بے رحم ہو اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔

226- وعن عائشةَ رضي اللَّه عنها قَالَتْ: قدِم ناسٌ مِن الأَعْرابِ عَلَى رسولِ اللَّه صَلّى اللهُ عَلَيْهِ وسَلَّم، فقالوا: أَتُقبِّلونَ صِبيْانكُمْ؟ فَقَالَ:"نَعَمْ"قالوا: لَكِنَّا واللَّه مَا نُقَبِّلُ، فَقَالَ رسولُ اللَّه صَلّى اللهُ عَلَيْهِ وسَلَّم: "أَوَ أَمْلِكُ إِنْ كَانَ اللَّه نَزعَ مِنْ قُلُوبِكُمْ الرَّحمَةَ" متفقٌ عَلَيْهِ.

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، کہا: اعراب کے کچھ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے، کہنے لگے: کیا تم اپنے بچوں کو چوم بھی لیتے ہو؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ وہ بولے: مگر ہم تو بھئی کبھی نہیں چومتے۔ تب آپ ﷺ نے فرمایا: اگر اللہ نے تمہارے دلوں سے رحمت محو کر دی ہے تو میں تمہارے لیے کیا کر سکتا ہوں!

227- وعن جريرِ بنِ عبدِ اللَّه رضي اللَّه عنه قال: قال رسول اللَّه صَلّى اللهُ عَلَيْهِ وسَلَّم: "مَنْ لاَ يرْحَم النَّاس لاَ يرْحمْهُ اللَّه" متفقٌ عَلَيهِ.

جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہا: فرمایا رسول اللہ ﷺ نے:

جو لوگوں پر رحم نہ کرے اللہ اس پر رحم نہیں کرتا۔

228- وعن أَبي هُريرةَ رضي اللَّه عنه، أَنَّ رسولَ اللَّه صَلّى اللهُ عَلَيْهِ وسَلَّم قَالَ: "إِذا صَلَّى أَحدُكُمْ للنَّاسِ فلْيُخَفِّفْ، فَإِنَّ فِيهِمْ الضَّعِيفَ وَالسقيمَ والْكَبِيرَ. وإِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ لِنَفْسِهِ فَلْيطَوِّل مَا شَاءَ" متفقٌ عَلَيهِ.

وفي روايةٍ:"وذَا الْحاجَةِ".

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، کہا: فرمایا رسول اللہ ﷺ نے:

جب تم میں سے کوئی لوگوں کو نماز پڑھائے، تو اسے چاہیے کہ ہلکی رکھے؛ کیونکہ ان میں کوئی ناتواں ہوتا ہے، کوئی بیمار، تو کوئی بوڑھا تو کوئی حاجتمند۔ ہاں اپنی پڑھنی ہو تو جتنی چاہے لمبی کر لے۔

229- وعن عائشة رضي اللَّه عنها قَالَتْ: إِنْ كَان رسولُ اللَّه صَلّى اللهُ عَلَيْهِ وسَلَّم لَيدعُ الْعَمَلَ، وهُوَ يحِبُّ أَنَ يَعْملَ بِهِ، خَشْيةَ أَنْ يَعْمَلَ بِهِ النَّاسُ فيُفْرَضَ عَلَيْهِمْ" متفقٌ عَلَيهِ.

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسا عمل ترک کر لیتے، جو خود آپؐ کو بہت پسند ہوتا، لیکن اندیشہ ہوتا کہ لوگ وہ عمل کرنے لگے تو وہ ان پر فرض ٹھہر جائے۔

230- وعنْهَا رضي اللَّه عنها قالَتْ: نَهَاهُمْ النَّبِيُّ صَلّى اللهُ عَلَيْهِ وسَلَّم عَن الْوِصال رَحْمةً لهُمْ، فَقَالُوا: إِنَّكَ تُواصلُ؟ قَالَ: "إِنِّي لَسْتُ كَهَيئَتِكُمْ إِنِّي أَبِيتُ يُطْعِمُنِي رَبِّي ويَسْقِينِي" متفقٌ عَلَيهِ

عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی مروی ہے، کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو روزہ روزے کے ساتھ ملانے سے منع فرمایا، از راہِ رحمت و شفقت۔ انہوں نے عرض کی: آپ تو ملاتے ہیں؟ فرمایا: میرا معاملہ تم جیسا نہیں۔ میری شب بسری یوں ہوتی ہے کہ میرا رب مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے۔

231- وعن أَبي قَتادَةَ الْحارِثِ بنِ رِبْعي رضي اللَّه عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّه صَلّى اللهُ عَلَيْهِ وسَلَّم: "إِنِّي لأَقُومُ إِلَى الصَّلاةِ، وَأُرِيدُ أَنْ أُطَوِّل فِيها، فَأَسْمعُ بُكَاءَ الصَّبِيِّ، فَأَتَجوَّزَ فِي صلاتِي كَرَاهِيَةَ أَنْ أَشُقَّ عَلَى أُمِّهِ" رواه البخاري.

حضرت ابو قتادہ حارث بن ربعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہا: فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے:

بے شک میں نماز میں کھڑا ہوتا ہوں، اور میرا ارادہ ہوتا ہے کہ لمبی نماز پڑھاؤں، پھر مجھے بچے کے رونے کی آواز سنتی ہے، تو میں نماز مختصر کر دیتا ہوں، اس ناپسندیدگی سے کہ میں اس کی ماں کے لیے مشقت پیدا کر دوں۔

ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی شرح بخاری میں لکھتے ہیں: اس حدیث سے استدلال کیا گیا ہے کہ بچوں کو مسجد میں لایا جا سکتا ہے، گو یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کسی قریب کے گھر سے بچے کی آواز

آتی ہو (جس کی ماں نبی ﷺ کے ساتھ نماز میں شامل ہو)۔ عورتیں، مردوں کے ساتھ جماعت میں شامل ہو کر نماز پڑھ سکتی ہیں۔ نیز نبی ﷺ کا اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم پر شفقت فرمانا۔ (امام کا) چھوٹے بڑے ایک ایک کا خیال رکھنا۔ نیز بعض اہل علم نے اس سے یہ مسئلہ بھی لیا کہ: اگر امام رکوع میں ہو اور اسے اندازہ ہو کہ کوئی شخص نماز میں ابھی ابھی شامل ہونے جا رہا ہے تو وہ رکوع کو ذرا لمبا کر لے۔ گو کئی ایک اہل علم نے اس سے اتفاق نہیں بھی کیا، کیونکہ باقی مقتدیوں کے لیے یہ چیز باعث مشقت ہو سکتی ہے۔

ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کے بقول: اس حدیث سے یہ مسئلہ بھی نکلا کہ نماز میں آدمی نے اگر کسی مستحب امر کا ارادہ کیا تو وہ اس پر لازم نہیں ہو گیا اور اس کو پورا کرنا اس پر ضروری نہیں۔ (کوئی سبب پیش آجائے تو اسے ترک کیا جا سکتا ہے)۔

ابن حجرؒ مزید کہتے ہیں: ماں کا ذکر غالب احوال کے باعث ہوا۔ ورنہ جو بھی ایسی کسی صورتحال میں گرفتار ہو، اس کے ساتھ (شریعت میں) یہی معاملہ ہو گا۔

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ اپنی مسلم شریف کی شرح إکمال المعلم بفوائد مسلم میں فرماتے ہیں: اغلباً یہ ان بچوں کی بابت ہو گا جن کی بابت یہ ڈر نہ ہو کہ وہ مسجد میں پیشاب پاخانہ کر بیٹھیں۔ (جس کی صورت یہ ہو سکتی ہے کہ بچے کو زیر جامہ اس انداز سے پہنایا گیا ہو کہ مسجد میں غلاظت پڑنے کا کوئی امکان نہ رہ گیا ہو)۔

بعض شارحین نے کہا: نونہالوں کو صالحین کی صحبت میں لے جانے کی طرف بھی حدیث میں اشارہ ملتا ہے۔ صحابہؓ کا بچوں کو لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونا، بعد ازاں سلف کا بچوں کو علماء و بزرگ حضرات کی زیارت کروانا ایک معلوم سنت ہے۔